گیس چیمبر کے ذریعے سزائے موت کے حکم پر عملدرآمد کا جائزہ اوراس کا شرعی حکم

The assessment of the implementation of the death penalty through a gas chamber and its Sharia ruling

Pakiza Malik
PhD. Scholar, The Islamia University of Bahawalpur:
pakizamalik478@gmail.com

Dr. Muhammad Hammad
Assistant Professor, The Islamia University of Bahawalpur:
muhammad.hammad@iub.edu.pk

Abscract:
The article delves into a grim aspect of American history, shedding light on the utilization of gas chambers for executions. Originating in Nevada in 1924, these chambers were initially touted as a "humane" method of execution, conducted away from public scrutiny. However, the article reveals a darker reality, exposing the connection between gas chambers and profit-driven entities, as well as their utilization by the military post-World War I. Perhaps most unsettling is the revelation of collaboration between American and German entities in the development and deployment of lethal gases like hydrogen cyanide. This narrative transcends mere discussions of the death penalty, offering insight into broader themes of American values and power dynamics throughout the twentieth century.

Keywords: *Gas chambers, Humane, Lethal gases, Hydrogen cyanide, Death penalty, Power dynamics.*

تعارف

مذکورہ مضمون میں سزائے موت کی سزابذریعہ چیمبر گیس کی اسلامی طریقہ سزائے موت کے تقابل کا جائزہ لیں گے۔ کیوں کہ مغربی اقوام ہی نے اسلامی سزاؤں پر بے دریغ اعتراضات کئے ہیں۔۔ یعنی قرآن کریم میں بیان کردہ جرائم کی سزا کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ اسلامی حدد کی سزائیں زیادہ سخت، ظالمانہ اور سفاکانہ ہیں۔ بعض غیر فکری ہمارے مسلم بھائی بھی ان کے اعتراضات کی زد میں آکر اسلامی سزاؤں کو ظالمانہ قرار دینے میں ذر بھی ہچکچاتے نہیں ہیں۔ پھر یہی لوگوں نہیں سمجھتے کہ یہ اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کیا۔ حالاں کہ یہ منفی پروپیگنڈہ انسداد جرائم کی راہ میں روکاٹ ہے۔ اگر اسلامی سزاؤں کا دوسرے مذاہب سے موازنہ کیا جائے تو مختلف جرائم کی

سزائیں جن کا ذکر ان کی کتابوں اور مذہبی تاریخ میں کیا گیا ہے تو وہ یا تو اسلامی حدود یعنی سزا سے ملتے جلتے ہیں یا جیسے دور جدید میں دی جانے والی گیس چمبر جیسی سزا اس سے کہیں زیادہ سخت اور ظالمانہ ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرائم کے خلاف زیادہ سخت اور ظالمانہ سزائیں اسلام سے پہلے ہی انسانوں کے بنائے ہوئے مذہب میں موجود تھیں۔ زیر نظر تحقیق اسلامی سزاؤں کے درمیان موازنہ اور تضاد کے بارے میں ہے اور سزائیں بین الاقوامی یا دنیاوی مذاہب کو پیش کرتی ہیں تاکہ پوری دنیا پر یہ واضح ہو جائے کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی روک تھام کے سلسلے میں کوئی دوسرا مذہب مقابلہ نہیں کر سکتا[1]۔

موت کے قانونی اور غیر قانونی طریقوں میں ایک طریقہ اور بھی ہے۔ جس کو نازی جرمنی نے دنیا کو اپنا غلام بنانے اور سارے ممالک کو فتح کرنے کی کوشش کے لئے بنایا۔ امریکہ کو موت کا یہ ہٹلری انداز بہت پسند آیا۔ کچھ ہی وقت کے بعد امریکہ نے دوسری جنگ عظیم میں اپنی بہت ساری ریاستوں میں موت کی سزا ملنے والے قیدیوں کو گولی سے مارنے یا مہلک انجکشن یا ان کو بجلی کی کرسی پر بٹھانے کے بجائے یہ فیصلہ کیا اور اس طریقے کو امریکہ میں قانونی حیثیت بھی دی۔ جس کو "گیس چیمبر" کہا جاتا ہے۔ جس پر مضمون میں تفصیل سے گفتگو ہو گی۔ تاہم جس پر بہت ساری ڈاکیومینٹریز اور بہت ساری فلمیں بنی ہوئی ہیں۔ فلموں میں بچوں اور بوڑھوں کی قطاریں نظر آتی ہیں، جو آہستہ آہستہ موت کی طرف بڑھتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد وہ سب لوگ کیڑے مکوڑوں کی طرح گیس چیمبر کے فرش پر بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی سزائے موت دینے کے جدید دنیا میں مختلف طریقے جو درج ذیل ہیں:

1. زہریلا ٹیکا (Lethal Injection)
2. برقی کرسی(Electric Chair)
3. پھانسی(Hangging)
4. گولی سے مارنا(Firing Squad)

دنیائے انسانی میں سزائے موت کے مختلف طریقے:

سزائے موت کے بہت سے طریقے ہیں، قدیم زمانہ میں سزائے موت دینے کے لئے انسان کو خونخوار

[1] https://www.britannica.com/topic/gas-chamber

جانوروں کے پنجرں میں ڈالا جاتا تا۔ ہاتھیوں کو چڑھا کر مروایا جاتا تھا۔ بلند پہاڑ کی چوٹی سے پھنکوایا جاتا تھا۔زہریلے سانپ سے ڈسوایا جاتا تھا۔ زہر سے بھرا ہوا پیالہ پلوایا جاتا تھا۔اورایک صورت انسان کا سر قلم کیا جاتا تھا۔ انسان کے سر کو قلم کرنے کی روایت یورپ میں بہت عام رہی ہے۔موت کا اس طریقے سے جانا جاتا تھا جسے "گلاٹین" کہا جاتا تھا۔

جدید دنیا کے وہ ممالک جہاں اب تک سزائے موت ممنوع نہیں ہے۔جن ممالک میں سزائے موت دی جاتی ہے اس کا طریقہ کار یہ کہ سر میں یا گردن میں گولی مار کر یا پھندے پر لٹکا دیا جاتا ہے۔ عموماً مارنے کا یہ آسان طریقہ ہے۔کیوں کہ اس طریقہ میں گردن کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے،تو جسم سے زندگی چھوٹ جاتی ہے۔پاکستان،جاپان اور سنگاپور میں اس طریقہ پر سزائے موت کے قیدی کو مارا جاتا ہے۔جبکہ سعودی عرب میں موت کی سزا ملنے والے قیدیوں کی سر قلم کرنا ہے{2}۔

چین، روس اورانڈونیشیا میں سزائے موت کا طریقہ یہ ہے کہ قیدی کو فائرنگ اسکواڈ کے ذریعے سزائے موت دی جاتی ہے۔جبکہ تائیوان،تھائی لینڈ اور ویتنام میں زہریلہ انجکشن قیدی کو لگایا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مارنے کا یہ انداز کم تکلیف والا ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ زہر کے انجکشن سے زیادہ آسان موت بجلی کی کرسی پر بٹھا کر بہت بڑا جھٹکا دے کر ہلاک کرنے والا ہے۔کیوں اس میں انسان کو تکلیف کم آتی ہے۔امریکہ اور فلپائن نے موت کے اس انداز کا انتخاب کیا تھا۔اب امریکہ میں زیادہ تر قیدیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لیے زہر کا انجکشن دیا جاتا ہے،لیکن اگر کوئی قیدی کہے کہ اسے الیکٹرک چیئر پر بٹھا کر موت کی دی جائے تو اس کی آخری خواہش پر عمل کیا جاتا ہے۔

سزائے موت بذریعہ گیس چمبر:

20ویں صدی کے اوائل میں امریکہ میں موت کے طریقے کے طور پر ایک مہلک گیس کا استعمال شروع ہوا۔اس طریقے کو "گیس چیمبر" کہا جاتا تھا۔اس دوران،1924 سے 1976 تک،مختلف ریاستوں میں 589 مرد اور سات خواتین کو اس گیس کی مدد سے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔جی جون(Gee Jon)وہ شخص تھا جو پہلا شخص

---

[2]https://www.theguardian.com/us-news/2021/may/28/arizona-gas-chamber-executions-documents

بنا جسے اس مہلک گیس کے ذریعے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔[3]

دوسری جنگ عظیم کے دوران، جرمن اعداد و شمار کے خلاف جرمن قید خانوں میں غاصبانہ طریقے سے لاکھوں افراد کی ہلاکت کی۔ اب، ریاستوں میں کچھ امریکی ریاستوں میں ایک مشابہ طریقہ کار کا استعمال ہوتا ہے۔ مگر اس طریقے کا آخری مرتبہ استعمال 1999 میں ہوا۔ بجائے اس کے، مہلک انجکشن کا استعمال کیا گیا، لیکن بعد میں اسے غیر آئینی قرار دیا گیا۔ یہ سزائے موت پانچ دہائیوں سے زیادہ استعمال ہوتی رہی، لیکن مسائل کی وجہ سے تاخیر کا سامنا کرتی رہی۔ 1976 سے 1999 تک یہ گیس کی گلے پھانسی میں 11 مرتبہ استعمال ہوا۔ اس طریقے کا آخری استعمال 4مارچ1999 کو ہوا، جب والٹرلی گرانڈ کو ایریزونا کے گیس چیمبر میں پھانسی دی گئی۔ 2014 میں، ایریزونا نے جوزف نام کی ایک شخص کو چیمبر میں پھانسی کے لیے سزا دی، لیکن یہ موقتاً ملتوی ہو گئی ہے[4]۔"

لہٰذا اس طریقہ سزا کو غیر آئینی طور پر ظالمانہ تصور کے بڑھتے ہوئے رجحان نے اس کا خاتمہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا، جس کی وجہ سے کچھ اسکالرز نے 21ویں صدی کے اوائل میں یہ پیشین گوئی کی کہ یہ طریقہ دوبارہ استعمال نہیں کیا جائے گا۔ اس کے بعد سے یہ گیس چیمبر سزائے موت کا کام نہیں کر رہے بلکہ اس کی جگہ قیدیوں کو موت زہریلے انجکشن سے دی جاتی ہے۔ تاہم اب چند ریاستوں نے اب بھی ایک اختیار کے طور پر اجازت دی۔ جو درج ذیل ہیں:

(1)ایریزونا(Arizona)

(2)،نیواڈا(Nevada)

(3)،شمالی کیرولینا(North Carolina)

(4)،کیلیفورنیا(California)

(5) مسیسپی(Mississippi)

جن ممالک میں گیس چمبر کے ذریعے سزائے موت دی گئی ہے ذیل میں ان کی تفصلات ملاحظہ کیجئے۔

---

[3] Bruce, E.R. Thompson, The Greenhave Encyclopedia of Capital Punishment, Publish by The United States of America, 1952, P#111

[4] http://www.capitalpunishmentuk.org/gascham.html

S. No.	State	First Used With Date	Last Used With Date	No.of Execution	Male/Female
1.	Nevada	02/08/1992	10/22/1979	32	32
2.	Colerado	06/22/1934	06/02/1967	32	32
3.	Arizona	07/06/1934	03/03/1999	37	37
4.	North Carolina	01/24/1936	01/20/1998	197	195/ 2
5.	Wyoming	08/13/197	12/10/1965	5	5
6.	California	12/02/1938	08/24/1994	196	192/4
7.	Missouri	03/04/1938	02/26/1965	39	38/1
8.	Oregon	06/20/1939	08/20/1962	18	18
9.	Mississippi	03/03/1955	06/21/1989	35	35
10.	Maryland	06/29/1957	06/09/1961	4	4
11.	New Mexco	01/08/1960	01/08/1960	Totel: 596	589/ 7

گیس چمبر کا تاریخی جائزہ:

1924 میں، سائینائیڈ گیس کا استعمال متعارف کرایا گیا جو کہ نیویڈا نے اپنے سزا یافتہ قیدیوں کو پھانسی دینے کا ایک زیادہ انسانی طریقہ تلاش کیا۔ نازیوں (جرمنی کی ایک سیاسی جماعت کا رکن جس کا سربراہ ہٹلر تھا۔ مراد نسل پرست، ظالم) نے 1939 کے آخر میں بڑے پیمانے پر قتل وغارتگری کیلئے زہریلی گیس سے تجربات کا آغاز کیا اور سب سے پہلے ذہنی مریضوں کو ہلاک کیا گیا۔ جسے یوتھینیشیا کہا جاتا ہے۔ یوتھینیشیا(Euthanasia) اُن مجرموں کے لئے منظم قتل کرنے کی اصطلاح ہے جنہیں نازیوں نے ذہنی یا جسمانی معذوری کی وجہ سے زندگی کے قابل نہیں سمجھا تھا۔ اس پروگرام کے تحت گیس سے ہلاک کرنے کیلئے چھ مرکز بنائے گئے۔ اِن میں برن برگ(Bernburg)، برینڈن برگ(Brandenburg)، گریفینیک(Griffinek)، ہاڈامار(Hadamar)، ہارتھائم (Hartheim)اور سونین سٹائن (Sonenstein) شامل ہیں۔اِن قتل گاہوں میں کیمیائی طور پر تیار کی ہوئی کاربن مونو آکسائیڈ گیس کو استعمال کیا گیا۔[5]

یوتھینیشیا(Euthanasia) کیا ہے؟

یوتھینیشیا(Euthanasia) کا مطلب لاعلاج مریض آسان موت دینے کا عمل ہے تاکہ مریض کی تکلیف کو محدود کیا جاسکے۔ جس میں مریض عام طور پر لاعلاج بیمار کا یا شدید درد اور تکلیف کا سامنا کرتا ہے۔اس کے

---

[5] https://www.auschwitz.org/en/history/auschwitz-and-shoah/gas-chambers/

لئے لفظ "Euthanasia" خود یونانی الفاظ "eu" (اچھا) اور "thanatos" (موت) سے نکلا ہے۔ یعنی کسی کو مشکل، تکلیف دہ موت دینے کے بجائے مریض کو نسبتاً "اچھی موت" کی اجازت دے گئی{6}۔

جون 1941 کے بعد سوویت یونین پر جرمن حملے اور گشتی قاتل یونٹوں کی طرف سے وسیع پیمانے پر گولی مار کر شہریوں کی ہلاکت کے بعد نازیوں نے بڑے پیمانے پر قتل کیلئے گیس سے لیس گاڑیوں کا استعمال کیا۔ یہ گیس گاڑیاں دراصل ایسے بند ٹرک تھے جن کے انجنوں کے اخراج کا رُخ ہوا بند سیل شدہ انداز میں گاڑی کے اندرونی حصے کی جانب تھا۔ گیس گاڑیوں کا استعمال اُس وقت شروع ہوا جب گشتی قاتل یونٹوں نے جنگی تھکن کی شکایت کی اور اُنہوں نے وسیع پیمانے پر بچوں اور عورتوں کو گولی مار کر ہلاک کرنے سے ذہنی کوفت محسوس کی۔ زہریلی گیس سے ہلاک کرنے کی کارروائی کم خرچ بھی ثابت ہوئی۔ گشتی قاتل یونٹوں یا آئن سیٹز گروپن نے سینکڑوں افراد کو زہریلی گیس سے ہلاک کیا۔ اِن میں بیشتر یہودی، روما (خانہ بدوش) اور ذہنی طور پر معذور افراد تھے۔ 1941 میں ایس۔ ایس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہودیوں کو قاتل کیمپوں میں پہنچانا (تا کہ اُنہیں زہریلی گیس سے ہلاک کر دیا جائے) "حتمی حل" کے حصول کا کارگر طریقہ ہے۔ اُسی برس یعنی 1941 میں نازیوں نے پولینڈ میں چیلمنو کیمپ کھولا۔ پولینڈ کے لاڈز علاقے سے یہودیوں اور روما خانہ بدوشوں کو وہاں گشتی گاڑیوں میں ہلاک کر دیا گیا{7}۔

1942 میں گیس چیمبرز میں وسیع پیمانے پر منظم قتل کا آغاز (ڈیزل انجنوں سے پیدا کی جانے والی کاربن مونو آکسائیڈ گیس سے) بیلزیچ (Belzec)، سوبی بور (Sobibor) اور ٹریبلنکا (Treblinka) میں ہوا۔ یہ تمام گیس چیمبر پولینڈ میں تھے۔ جب ہلاک کئے جانے والے افراد کو مویشی لانے والی گاڑیوں سے اتارا جاتا تو اُنہیں بتایا جاتا کہ اُنہیں شاور کے دوران (نہاتے ہوئے) جراثیم سے پاک کرنا ضروری ہے۔ (اگر ان تصاویر میں دیکھا جائے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ نازی جرمنی نے کس انداز سے انسانی جانوں کا ضائع کیا ہے۔) نازی اور یوکرین کے گارڈ بعض اوقات قیدیوں پر چلاتے اور اُنہیں زدوکوب کرتے۔ اُنہیں حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے بازو اوپر اُٹھا کر "شاورز" یعنی "غسل خانوں" میں داخل ہوں تا کہ گیس چیمبروں میں زیادہ سے زیادہ افراد سما سکیں۔ گیس چیمبروں میں جتنے زیادہ لوگ ہوتے اُتنی ہی جلدی اُن کا دم گھٹتا اور وہ ہلاک ہو جاتے۔

نازی مسلسل قتل کرنے کے مزید مؤثر طریقوں کی تلاش میں رہے۔ پولینڈ کے آشوٹز

{6} https://www.britannica.com/event/T4-Program

{7} https://www.auschwitz.org/en/history/auschwitz-and-shoah/gas-chambers/

کیمپ(Auschwitz Camp) میں اُنہوں نے ستمبر 1941 میں تقریباً600 سوویت جنگی قیدیوں اور 250 بیمار قیدیوں کو زائکلون بی(Zyklon B) (جو پہلے گیس کے ذریعے کیڑے مکوڑوں کو ہلاک کرنے کی دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا) کے ذریعے ہلاک کرنے کا تجربہ کیا۔ زائکلون بی(Zyklon B) کی گولیاں ہوا لگنے سے زہریلی گیس کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ گیس کے ذریعے ہلاک کرنے کا یہ سب سے تیز طریقہ ثابت ہوا اور آشوٹز میں قتل عام کیلئے اسے استعمال کرنے کا انتخاب کیا گیا۔ یہودیوں کو کیمپ پہنچانے کی کارروائی کے عروج کے دنوں میں آشوٹز میں روزانہ چھ ھزار تک یہودیوں کو زہریلی گیس سے ہلاک کیا جاتا رہا[8]۔

اسٹٹتھوف، سیخ سین ھوزن اور ریوین بروئیخ جیسے حراستی کیمپ اگرچہ قتل گاہوں کے طور پر نہیں بنائے گئے تھے پھر بھی وہاں گیس چیمبر موجود تھے۔ یہ گیس چیمبر نسبتاً چھوٹے تھے اور اُن قیدیوں کو ہلاک کرنے کیلئے تعمیر کئے گئے تھے جنہیں نازی کام کرنے کیلئے نااہل تصور کرتے تھے۔ اِن میں سے بیشتر کیمپ اپنے گیس چیمبروں میں قتل کیلئے زائکلون بی(Zyklon B) کا ہی استعمال کرتے تھے۔

گیس چیمبر کا عمل:

مہلک گیس کے عمل میں استعمال ہونے والی عام گیس کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں۔ جس میں ہائیڈروجن سائینائیڈ(HCN) سب سے زیادہ استعمال ہونے والی مہلک گیسوں میں سے ایک ہے۔ سزائے موت کا یہ انتظام کا سب سے خطرناک، سب سے پیچیدہ، سب سے زیادہ وقت طلب اور مہنگا طریقہ سمجھا جاتا ہے۔ایک لمبا سٹیتھوسکوپ(Stethoscope) عام طور پر قیدی پر چسپاں کیا جاتا ہے تاکہ چیمبر کے باہر ڈاکٹر موت کا اعلان کر سکے۔ ایک بار جب سب لوگ چیمبر سے نکل جاتے ہیں تو کمرہ سیل کر دیا جاتا ہے۔ یہ عمل شروع کرنے کے بعد اسے روکنا بھی ناممکن ہے۔ اس میں جلاد ایک مخصوص طریقہ اختیار کرتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ قیدیوں کو چیمبر کے اندر بند کرکے پوٹاشیم، سائینائیڈ یا سوڈیم سائینائیڈ کو گولیوں کی شکل میں وہاں موجود کرسی کے نیچے بنے ایک چھوٹے سے خانے میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اس عمل مہلک ہائیڈروجن سائینائیڈ گیس پیدا کرتا ہے۔ جس سے بے ہوشی کی رفتار تیز بڑھتی ہے۔ جبکہ قیدی فوراً ہوش نہیں کھوتا۔ ڈاکٹر کلفٹن ڈفی(Dr. Clifton Duffy) کے مطابق، "پہلے تو انتہائی خوفناک درد ہوتا ہے۔ پھر گلا گھونٹتا ہے۔ اور پھر آنکھیں پھٹ جاتی ہیں۔ جلد خراب ہونے لگتی ہے اور

---

[8] https://www.auschwitz.org/en/history/auschwitz-and-shoah/gas-chambers/

متاثرہ شخص تڑپنا شروع کر دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی انسانی جان نکلنا شروع ہوتی ہے۔ چوں کہ یہ چیمبر مکمل طور پر بند ہوتا ہے ۔ اور قیدی کی جان نکلنے میں 18 منٹ کا وقت درکار ہوتا ہے تو اس مرحلے کے مکمل ہونے کے بعد چیمبر سے زہریلی گیس کو صاف کرنے کے لیے وینٹیلیشن کا انتظام بھی موجود ہوتا ہے[9]۔

اجزائے ترکیبی:

1. سلفر مسٹرڈ (Sulfur Mustard)
2. کپلڈ پلازما (Inductively Coupled Plasma)
3. الجینک ایسڈ (Anesthetic Agent)
4. اینستھیٹک ایجنٹ (Anesthetic Agent)
5. اعصابی گیس (Nerve Gas)
6. کیمیکل وارفیئر ایجنٹ (Chemical Warfare Agent)
7. ہائیڈروجن سائینائیڈ (Hydrogen Cyanide)
8. لیگینڈ گیٹڈ آئن چینل (Ligand Gated Ion Channel)

گیس چمبر کے بارے میں عالمی عدالتوں کا مؤقف:

آج پانچ ریاستیں مہلک گیس کو پھانسی کے طریقہ کار کے طور پر اختیار کر رہی ہیں، لیکن سب کے پاس متبادل طریقہ کے طور پر مہلک انجکشن ہے۔ جبکہ کیلیفورنیا کی وفاقی عدالت نے اس طریقہ کو ظالمانہ اور غیر معمولی سزا قرار دیا[10]۔

‘‘All California inmates sentenced to death, brought this action under 42 U.S.C. § 1983, alleging that California's method of execution, lethal gas, constitutes cruel and unusual punishment and thus violates the Eighth and Fourteenth Amendments of the Constitution .’’

”کیلیفورنیا کے تمام قیدیوں کو موت کی سزا سنائی گئی، اس کارروائی کو 42 یو ایس سی کے تحت لایا گیا۔ §

---

[9] Patty Machelor, LaGrand: 18 Minutes to Die, TUCSON CITIZEN (Mar. 4, 1999), http://tucsoncitizen.com/morgue2/1999/03/04/147996-lagrand-18-minutes-to-die/ [https://perma.cc/YM7B-BVKY]

[10] Fierro v. Terhune, 147 F.3d. p1158 (9th Cir. 1998)

1983، یہ مدعی یہ بتاتے ہوئے کہ کیلی فورنیا کا طریقہ کار، مہلک گیس، ظالمانہ اور غیر معمولی سزا کو تشکیل دیتا ہے اور اس طرح آئین کی آٹھویں اور چودھویں ترمیم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔"

اوراسی طرح اقوام متحدہ کی انسانی حقوق تنظیم نے گیس چیمبر کو اذیت ناک اور غیر انسانی قرار دیا ہے۔امریکی سپریم کورٹ نے کبھی بھی مہلک گیس کی آئینی یا غیر آئینی حیثیت پر فیصلہ نہیں دیا۔ تاہم بعض وفاقی اپیل کورٹ کے فیصلے کو مسترد کر دیا کہ مہلک گیس غیر آئینی ہے۔ نیز 1996 میں بعض ممالک کی وفاقی اپیل کورٹ نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ کیلی فورنیا کے قانون نے مہلک گیس کو اختیار دینے سے امریکی آئین کی آٹھویں ترمیم کی ظالمانہ اور غیر معمولی سزاؤں کے خلاف ممانعت کی خلاف ورزی کی ہے۔اسی طرح کولمبیا کی انسانی حقوق کی تنظیم اسی کے خلاف ایک فیصلہ دیا گیا تاہم اس فیصلے کا عنوان تھا' Death Wish: Standards for Deciding to Waive Eighth Amendment Protections Against Cruel and Unusual Manners of Execution. '، جس کے درج ذیل الفاظ ہیں[11]:

[C]yanide-induced oxygen deprivation is experienced by the inmate as “intense suffocation” and “air hunger.” During an execution by lethal gas, an inmate may lose and subsequently regain consciousness several times, drifting in and out of conscious experience of the suffocating effects of cyanide gas….In addition, . . . lactic acid, which builds up in the cell, creat[es] a painful condition known as acidosis.... [T]his pain is similar to the pain accompanying intense physical activity or a heart attack.

"[سی] یانائیڈ کی وجہ سے آکسیجن کی کمی کا تجربہ قیدی کو "شدید دم گھٹنے" اور "گیس کی کمی" کے طور پر ہوتا ہے .

خطرناک گیس کی وجہ سے انسان پھانسی کے دوران بے ہوش ہو سکتا ہے، لیکن بعد میں دوبارہ ہوش میں آ سکتا ہے۔اس کے علاوہ، ایسڈ کے اثرات سے سیل کا تکمیلی مادہ زخمی ہوتا ہے، جس سے بہت تکلیف دہ حالت پیدا ہوتی ہے، جیسے شدید جسمانی درد یا ہارٹ اٹیک۔ معاشرے کی بنیادیں پانچ اشیاء پر مبنی ہوتی ہیں، اگر ان میں کسی میں خلل آجائے تو معاشرے میں بے ہنگمی اور بے چینی پیدا ہوتی ہے، جو امن وامان کو متاثر کرتا ہے اور لوگوں کو پریشانی میں ڈالتا ہے. وہ پانچ چیزیں درج ذیل ہیں:

- تحفظِ عقائد

[11] https://heinonline.org/HOL/LandingPage?handle=hein.journals/orglr74&div=42&id=&page

- ❖ تحفظِ نسب
- ❖ تحفظِ جان
- ❖ تحفظِ املاک
- ❖ تحفظ آبرو عزت

جبکہ اسلام سزاؤں میں جس جرم پر سزائے موت دی جائے اسے حدود و تعزیرات کہتے ہیں۔ حد میں سزا کا تعین قرآن و حدیث نے واضح کر دیا ہے۔ جبکہ تعزیرات کا تعین ریاست یا عدالتِ وقت کرتی ہے۔ جیسا کہ تعریفات ذیل میں پیش کی جارہی ہیں جس سے واضح ہو جائے گا[12]۔

حدود کا لغوی معنیٰ:

حدود جمع ہے اور اس کا مفرد حد ہے یہ ایک کثیر المعنیٰ لفظ ہے، عربی لغت میں اس کا معنیٰ ہے:

الفصل ،الحاجز، منتهیٰ الشئ، رق الشفرة، الدفع، المنع، تمییز الشئ عن الشئ [13]

"سرحد، باڑھ، کسی شی کی انتہاء، طرف کنارہ، سرا، دھار، مانع، کسی چیز کا دفع کرنا، اس سے بچنا، کسی شے کو دوسرے شے سے جدا کرنا۔"

حد کا اصطلاحی معنیٰ:

حدود اصطلاح میں ایسے امور کے لئے وضع شدہ ہے کہ جن سے تجاوز کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے ۔ جن کی حلت و حرمت و ممانعت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادی ہے۔ نویس الازھری کہتے ہیں کہ حدود اللہ دو طرح کی ہیں۔

حلال و حرام کی وہ حدود جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے کھانے پینے اور ازدواجی معاملات کے سلسلہ میں مقرر فرمائی ہیں اور جن کے بارے میں حکم ہے کہ ان سے تجاوز نہ کرو۔ دوسری سزا کی وہ مقداریں جو بعض جرائم پر مقرر

---

[12] https://deathpenaltyinfo.org/executions/methods-of-execution

[13] الزبیدی، محمدبن محمد، تاج العروس من جواہرالقاموس، فصل الحاءالمحملہ،ناشر دارالھدایہ،6/8

Al-Zubaidi, Muhammad bin Muhammad, Taj al-Aros min Jawahar al-Qamoos, Publisher Dar al-Hadaiya, 8/6

کر دی گئی ہیں جیسے حد قذف میں اسی کوڑے اور حد سرقہ میں قطع ید[14]

فقہاء کی اصطلاح حد میں:

حدود فقہاء کی اصطلاح میں وہ خاص سزائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنے پر بطور تادیب دی جاتی ہیں۔ علامہ سرخسی فرماتے ہیں:

وفی الشرع الحد اسم لعقوبة مقدرة تجب حقاللہ تعالیٰ ولہذا لایسمیٰ التعزیر لانه غیر مقدرة ولا یسمیٰ به القصاص لانه حق العبد۔[15]

"شریعت میں حد اس مقرر سزا کو کہتے ہیں جو حق اللہ کے طور پر متعین کی گئی ہو، تعزیر اس سے خارج ہے کیونکہ تعزیری سزا مقرر نہیں اور قصاص بھی اس سے خارج ہے کیونکہ قصاص حق العبد ہے حق اللہ نہیں ہے"۔

تاہم فقہاء نے پانچ جرائم کو بالعموم حد قرار دیا ہے جو درجہ ذیل ہیں: حد زنا، حد قذف، حد سرقہ، حد حرابہ۔ قرآن کریم نے چار جرموں کی سزائیں خود مقرر کی ہے جبکہ حد شراب کی سزا باجماع صحابہ مقرر ہے اور ان پانچ جرائم کے علاوہ باقی تمام جرائم کی سزاء حاکم وقت کی صوابدید پر ہے۔[16]

تعزیر کا لغوی واصطلاحی معنیٰ مفہوم:

لغوی معنی: تعزیر، عزر، یعزر، تعزیرا سے ماخوذ ہے، جس کا معنی روکنا، منع کرنا اور تعظیم کے ساتھ مدد کرنا، کہا جاتا ہے جیسے ادبه، ضربه اشد الضرب، فخمه، و عظمه، اعانه و نصره یعنی ادب سکھایا، اور سخت ضرب ماری، اس کی تعظیم کی، اس کو بڑا مانا، اس کی اعانت و مدد کی:

التعزیر النصرة مع التعظیم[17]

---

[14] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، 3/140۔

Ibn Manzoor, Muhammad Ibn Makram, Lasan al-Ar B, 3/140.

[15] السرخسی، محمد بن احمد بن ابی سھل، المبسوط، دار المعرفۃ بیروت، 1993ء، 9/36

Al-Sarkhasi, Muhammad bin Ahmad bin Abi Sahl, Al-Mabsut, Dar Al-Ma'rifa, Beirut, 1993, 9/36.

[16] الماوردی ،الاحکام السلطانیة والولایات الدینیة ،دارالکتاب بیروت ،1982ء ،ص219

Al-Mawardi, Ali bin Muhammad, Al-Ahkam al-Sultaniyyah, Mustafa Al-Babi, Egypt,1982, 219.

[17] المنجد، ص:503

کسی کی عظمت کے پیش نظر اس کی مدد کرنا

والتعزيرضرب دون الحدفان ذلك تاديب والتاديب نصرة معه[18]

"تعزیر کا معنی وہ سزا ہے جو حد سے کم تر ہوتی ہے اور یہ دراصل تادیب ہوتی ہے اور تادیب درحقیقت کسی کی برائی سے روکنے پر" مدد ہوتی ہے

شرعی لحاظ سے اس کی اصطلاحی تعریف یوں بنتی ہے:

التاديب على ذنب اى انه عقوبة تاديبه يفرض الحاكم على جناية او معصية لم يعين الشرع لها عقوبة [19]

"حاکم وقت کسی جرم یا گناہ پر ایسی سزا نافذ کرے جو شریعت نے مقرر نہیں کی"

مذکورہ بالا تمام بحث سے تعزیر کی جو تعریف سامنے آتی ہے وہ اس طرح ہے۔ جہاں تعزیر کا معنی کسی کو ملامت کرنا، زجر و توبیخ کرنا اور اصلاح کے لئے سزا دینا ہے وہاں تعزیر کا معنی کسی کی پشت پناہی اور اس کی مدد اور نصرت بھی ہے۔ یہ اصول ہمیشہ سے مسلمہ ہے کہ تادیب اس سزا کو کہا جاتا ہے جو کسی کی اصلاح کے لئے دی جائے۔ ہمارے گھروں اور تعلیمی اداروں میں ہر جگہ رائج ہے۔ حتیٰ کہ دنیا کا کوئی بھی ملک ایسا نہیں ہے جو تادیب کا انکاری ہو۔ انگریزی محاورہ ہے:

"Spare The rod spoil the Child"

"یعنی جہاں بچے کو تادیب نہ کی جائے، وہاں اس کی اصلاح نہیں ہو گی۔"

مذکورہ بالا بحث کے بعد ہر عقلمند اپنے مذہب، اپنے نسب، اپنی جان، اپنی عقل اور اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے اور ان کی حفاظت کرنا چاہتا ہے، لیکن وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کے دین وعقائد، اس کی عزت وناموس کی حفاظت ہو اور جان ومال کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ اس کا نسب ہر قسم کے اختلاط سے منزہ ہو، اس کی عقل ہر قسم کے فتنوں اور فتوروں سے محفوظ رہے اور پھر ہر لحاظ سے امن وسکون اور راحت کی زندگی گزاریں اور اللہ کے سوا کسی چیز سے

---

[18] الاصفہانی، راغب ، المفردات القرآن، دارالقاسم، دمشق، 2009، ص:333

Esfahani, Raghab, Al-Mufardat al-Qur'an, Dar al-Qasim, Damascus, 2009, p.333

[19] سید سابق، فقه السنه، مکتبه اسلامی، لاہور، 2015: ص 497، ج 2

Syed Sabiq, Fiqh al-Sunnah, Maktaba Islami, Lahore, 2015,497/ 2

خوف نہ ہو۔ وہ جس معاشرے میں وہ رہتا ہے وہ امن اور سلامتی کا گہوارہ ہو۔ اور وہ اپنے معارے کو ایک پر امن، باوقار اور ترقی یافتہ مثالی معاشرہ دیکھنا چاہتا ہے۔ اس لحاظ سے معاشرے کو کنٹرول کرنے والی طاقتوں کا فرض ہے کہ وہ معاشرے کے ہر فرد کے بنیادی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے اور سماج کی بنیادوں کو تباہ کرنے والے اور پورے معاشرے کو تباہ کرنے والے سماج دشمن عناصر کا قلع قمع کرے۔ اسی وجہ سے اسلامی حدود اور تعزیرات شرعی کی مشروعیت کے نفاذ کا اہم مقاصد معاشرے کو پُر امن بنانا ہے۔

اسلام کا نظام نفاذ حدود کا فلسفہ:

جبکہ مغربی ممالک میں جو سزاؤں کا نفاذ ہے۔ ان کا مقصد اور مضمرات انسانی وقار کو مجروح کرنا ہے۔ اور پھر جن لوگوں نے اسلامی سزاؤں کو قابل اعتراض ثابت کرنے کی غیر معمولی کوشش کی تو انہیں کے ہاں انسانی جان کی کوئی قدر و قیمت نہ رہی۔ اور اس کے مقابل اسلامی سزاؤں کے مقاصد واہداف اور ان کی حکمتِ عملی انسانیت کی بقاء کا مضمر ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ "[20]

"اور قصاص میں تمہاری زندگی ہے۔"

قصاص کا اردو ترجمہ عام طور پر بدلہ لیا جاتا ہے جبکہ عموماً بدلے کے لفظ میں مخالف کے ساتھ جیسے کروگے ویسے ہی کرنے کا سلوک مضمر ہے جبکہ اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ ظلم وبربریت کا خاتمہ ہونا چاہئے۔۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ ہر شخص معاشرے میں انسانی جانوں کا ضائع کیا جائے جبکہ اسلامی تعلیمات میں انسانی جانوں کو ضائع ہونے بچانے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس کے حفاظتی اقدامات کے ممکنہ تدارک کی طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر قرآن کریم نے ایک مقام پر فرمایا:

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا "[21]

"جس نے کسی جان کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے بدلے کے بغیر کسی شخص کو قتل کیا تو گویا اس

---

[20] البقرہ179:2

Al-Baqarah 179:2

[21] المائدہ32:5

Al-Ma'idah 32:5

نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک جان کو (قتل سے بچا کر) زندہ رکھا اس نے گویا تمام انسانوں کو زندہ رکھا۔"

سزائے موت یا سزاؤں کا یہ پہلو معاشرتی و سماجی خرابی کا بھی بھی باعث بنتا ہے جس کو نبی ﷺ کے متعدد ارشادات میں واضح کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ جو شخص قتل، زنا اور چوری کا مرتکب ہو اور اس نے دنیا میں اپنے کیے کی سزا دی ہو، اس کی سزا اس کے گناہ کا کفارہ ہو گی، لیکن اگر وہ اس دنیا میں سزا سے بچ جائے۔ پس قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ چاہے تو اسے سزا دے اور چاہے تو معاف کر دے۔ جیسا کہ بخاری میں ہے:

وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ

"اس نے دنیا میں اپنے کیے کی سزا دی ہو، اس کی سزا اس کے گناہ کا کفارہ ہو گی۔"[22]۔

ایک دوسری روایت میں آپ نے اس بات کو یوں بیان کیا کہ:

" مَنْ أَصَابَ حَدًّا فَعُجِّلَ عُقُوبَتَهُ فِي الدُّنْيَا فَاللَّهُ أَعْدَلُ مِنْ أَنْ يُثَنِّيَ عَلَى عَبْدِهِ العُقُوبَةَ فِي الآخِرَةِ،"[23]

"اگر کسی شخص کو دنیا ہی میں اس کے جرم کی سزا مل جائے تو یہ بات اللہ تعالیٰ کے عدل سے بعید ہے کہ وہ آخرت میں اسے دوبارہ اس کی سزا دے۔"

دونوں روایات سے واضح ہے کہ دنیا میں ملنے والی سزا دراصل اللہ تعالیٰ کا حق ہے، جس کے نفاذ سے مجرم کو آخرت کے عذاب سے نجات مل جاتی ہے۔ اسی کے ساتھ مفکرین اسلام نے بھی اسلامی فلسفہ و جرم سزا کی حکمت کو بیان کیا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ کی رائے کے مطابق جرم و سزا کا فلسفہ دراصل یہ ہے کہ اسلام انسانی مصالح کا سب سے بڑا محافظ ہے چنانچہ شریعت اسلامیہ نے انسانی مصالح کے تحفظ کی غرض سے کچھ سزائیں مقرر کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"جلب منفعت اور دفع مضرت مقاصد خلق میں سے ہیں، مخلوقات کی اصلاح ان کے مقاصد کے حصول

---

[22] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دارالسلام، الریاض1998ء، حدیث 18

Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jama'i al-Sahih, Dar al-Salam, Riyadh 1998, Hadith 18

[23] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن، دارالغرب الاسلامی، بیروت، 1998ء، حدیث 2626

Al-Tirmidhi, Muhammad ibn Isa, Al-Sunan, Dar al-Gharb al-Islami, Beirut, 1998, Hadith 2626

میں دائر ہیں۔ مصلحت سے مراد شریعت کے پیش نظر مخلوقات کے پانچ مقاصد ہیں، تحفظ دین، تحفظ نفس، تحفظ عقل، تحفظ نسل اور تحفظ مال۔ اب جو امر ان اصول خمسہ کی حفاظت کرنے والا ہو وہ مصلحت ہے اور جس سے ان اصولوں کو نقصان پہنچتا ہو وہ مفسدہ ہے اور اس کا دور کرنا مصلحت ہے۔ ان اصول خمسہ کا تحفظ ضرورت کے درجہ میں ہے اور یہ مصالح کے درجات میں قوی ترین درجہ ہے۔ گمراہ کافر (مرتد) اور بدعتی لوگوں کے دین کو تباہ کرتا ہے اس لئے شریعت نے اس کے قتل کا حکم دیا ہے اور جرم قتل پر قصاص مقرر کیا ہے تاکہ تحفظ نفس کے مقصود کو حاصل کیا جاسکے۔ عقل انسان کے مکلف ہونے کی اساس ہے، اس عقل کے تحفظ کے لئے شراب نوشی کی سزا مقرر کی گئ ہے اسی طرح حد زنا کو لازم کیا ہے تاکہ انساب کا تحفظ کیا جائے۔ غاصبوں اور چوروں کے لئے سزا مقرر کی ہے تاکہ لوگوں کے مال کو اور ان کی معیشت کو تحفظ فراہم کیا جاسکے۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی شریعت ان پانچ اصولوں کی پامالی کو جائز قرار دے اور ان کی حفاظت کے لئے ان کو پامال کرنے والوں کی سرزنش اور تنبیہ کا سامان نہ کرے اس لئے کفر، قتل، زنا، سرقہ اور نشہ آور آشیاء کا استعمال ہر شریعت میں حرام قرار دیا گیا۔"[24][25]

امام غزالیؒ کے بیان سے معلوم ہوا کہ شریعت کے جملہ اوامر ونواہی کلیۃً انسانی مصالح پر مبنی ہیں اور انسانی مصالح کی اساس مندرجہ ذیل پانچ امور ہیں ۔(1)حفظ دین ،(2)حفظ نفس، (3)حفظ عقل ،(4)حفظ نسل ، اور (5)حفظ مال۔

اسلام کے ان اقدامات کے اصل مقاصد جیسا کہ امام غزالی کے مطابق دین، نسب، جان، مال کا تحفظ ہے اور اس کی اہمیت یہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں ہر ایک فرد کی ذمہ داری میں شامل ہے۔ اور یہ اخلاقی اقدار میں بھی شامل ہے۔ جس وجہ سے معاشرے میں الفت ومحبت، ایثار و قربانی اور باہمی اکرام واحترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی اسلام کی حقیقی تعلیمات ہیں۔ اسی وجہ سے اسلامی نقطہ نظر سے سزا کا مقصد دراصل دفع مفاسد اور حصول مصالح پر مبنی ہے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہؒ نے سزا کی تعریف کچھ یوں کی ہے :

---

[24] الغزالی ، محمد بن محمد، المستصفی ،مطبعة امیریه مصر ،1294ھ، 287/1

Al-Ghazali, Muhammad bin Muhammad, Al-Mustafa, Matabat Amiriya ,Egypt 1294 AH, 1/287

" أَنَّ الْعُقُوبَاتِ شُرِّعَتْ دَاعِيَةً إِلَى فِعْلِ الْوَاجِبَاتِ وَتَرْكِ الْمُحَرَّمَاتِ "[26]

عقوبت دراصل شریعت میں اس شخص کی سزا کا نام ہے جس نے اللہ کے اوامر ونواہی کی مخالفت کی ہو اور سزا اس لئے مقرر کی گئی ہے تاکہ یہ واجبات کے انجام دینے اور محرمات کے ترک کرنے پر آمادہ ہو"۔

علامہ ماوردیؒ لکھتے ہیں:

وَالْحُدُودُ زَوَاجِرُ وَضَعَهَا اللَّهُ - تَعَالَى - لِلرَّدْعِ عَنْ ارْتِكَابِ مَا حَظَرَ وَتَرْكِ مَا أَمَرَ بِهِ۔[27]

" سزائیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ زواجر ہیں تاکہ کوئی اس کے احکامات کی خلاف ورزی اور اس کے منہیات کا ارتکاب نہ کرنے پائے"۔

سزا کا دوسرا مقصد سزا سے مسلمان کی عاقبت درست ہو جاتی ہے اور حساب کے دن اس سے اس کے متعلق باز پرس نہیں ہو گی۔ ابتداء اسلام میں اگر کسی مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہو تا تو اعتراف جرم کر کے از خود سزا کا مطالبہ کرتا تھا۔ اسی وجہ سے اعدائے اسلام کی بڑی غلطی یہ بھی کرتے ہیں کہ وہ ان سزاؤں کو انسانوں کے بنائے گئے قوانین پر قیاس کرتے ہیں۔ اور ان کی سوچ کی بنیاد مادی عقل ہوتی ہے۔ اور جنہیں یہ تک معلوم نہیں ہو تا کہ وقت کے اگلے حصے میں کیا ہونے والا ہے۔ اور اس تناظر میں وہ قوانین کو وضع کر رہے ہوتے ہیں۔ اور جب حالات کروٹ لیتے ہیں تو فوراً اپنا مؤقف بدلنے میں بھی دیر نہیں کرتے۔ اور جو شرعی حدود انسان کی وضع کردہ حدود نہیں بلکہ خداوند تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔ جو انسانی خصلت وجبلت اور طبیعت ومزاج سے واقف ہے۔ جو یہ جانتا ہے کہ فلاں جرم کتنا سنگین ہے، اس کی مناسب سزا جو عدل کے ترازو میں تول کر دی جائے کتنی ہونی چاہیے اور یا یہ کہ فلاں جُرم کا اِرتکاب معاشرے پر کیا تباہی لا سکتا ہے اور اس کی روک تھام کیسے ہو سکتی ہے، اس نے جب یہ حدود اُتاری ہیں تو انہیں انسان کی اصلاح کے لیے اتارا ہے اور اس نے انسانی معاشرے کو امن اور چین مہیا کرنے کے لیے یہ تریاق نازل کیا ہے۔

---

[26] ابن تیمیه ،احمد بن عبدالحلیم، مجموع الفتاویٰ ،مجمع الملک فہدلطباعة المصحف الشریف، سعودیه، 1995ء ۔369/28

Ibn Taymiyyah, Ahmad Ibn Abdul Halim, Majam al-Fatawa, Majmo al-Mulk Fahd al-Taabaat al-Musaf al-Sharif, Saudia, 1995. 28/369

[27] الماوردی ،علی بن محمد،الاحکام السلطانية،مطبع مصطفیٰ البابی، مصر،1996ء،221/1۔

Al-Mawardi, Ali bin Muhammad, Al-Ahkam al-Sultaniyyah, Mustafa Al-Babi, Egypt, 1996, 1/221.

اسلامی حدود کا اہل کتاب کی سزاؤں کے ساتھ موازنہ:

آج کل اسلامی حدود کو بے رحمانہ اور وحشیانہ تصور کیا جاتا ہے لیکن اسلام نے جرم و سزا کا جو تصور پیش کیا ہے اس سے بہتر تصور آج تک کسی نظام نے پیش نہیں کیا، ظاہر ہے کہ انسان اور کائنات کے خالق نے جو سزا تجویز فرمائی ہے اور پھر اس کی جو حکمت بیان کی ہے اس کے مقابلہ میں خود مخلوق کی تجویز کردہ سزاؤں کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے یہ تو انسان کی نادانی ہے کہ وہ اپنی تجویز کردہ سزاؤں کو اپنے پیدا کرنے والے اور معبود کی مقرر کردہ سزاؤں سے بہتر سمجھتے ہیں۔

کتاب مقدس کے مروجہ مجموعہ بائبل کی پہلی پانچ کتابیں اسفار خمسہ تورات کہلاتی ہیں، یہود ان کی بہت تعظیم کرتے ہیں اور قابل عمل سمجھتے ہیں۔

تورات میں سزاؤں کا اجمالی خاکہ درجہ ذیل ہے:

تورات میں کئی جرائم کی سزا مقرر ہے۔ جیسے:

”جو خداوند کے نام پر بکے ضرور جان سے مارا جائے، ساری جماعت اسے قطعی سنگسار کرے۔[28]“

”جو شخص اور معبودوں کو سورج، چاند یا اجرام فلکی کی پوجا کرے اس کی سزا پھانکوں سے باہر لے جاکر ایسا سنگسار کرنا ہے کہ وہ مر جائے۔[29]“

”وہ مرد یا عورت جس میں جن ہو یا جادوگر ہو تو وہ ضرور جان سے مارا جائے ایسوں کو لوگ سنگسار کریں۔“ [30]

”اگر کوئی شخص بیوی اور ساس دونوں کو رکھے تو تینوں جلادئے جائیں۔“

بائبل میں سزائے موت:

---

[28] ۔احبار،16:24۔

Leviticus, 16:24

[29] استثناء،6:17

Exception 17:6

[30] احبار،27:20

Leviticus, 27:20

"اگر کوئی شخص کاہن (یہودی مولوی) سے گستاخی سے پیش آئے یا قاضی کا کہا نہ مانے تو اسے بھی قتل کر دیا جائے۔[31]"

اگر لوگوں میں کسی طرح جھگڑا ہو اور عدالت میں آئیں تا کہ قاضی ان سے انصاف کریں تو وہ صادق کو بے گناہ ٹھہرائیں اور شریر کے خلاف فتویٰ دیں اور اگر وہ شریر پٹنے کے لائق نکلے تو قاضی اسے زمین پر لٹوا کر اپنی آنکھوں کے سامنے اس کی شرارت کے مطابق اسے گن گن کر کوڑے لگوائے، وہ چالیس کوڑے لگوائے اس سے زیادہ نہ مارے[32]۔

برطانیہ کا نظام جرم و سزا میں کوڑوں کی سزا:

شاہ ولیم دوم کے زمانے میں انسان کے اعضاء بطور سزا کاٹ دئے جاتے تھے۔ شاہ چارلس دوم کے زمانے میں بدعت مذہبی کی پاداش میں لوگ زندہ جلائے جاتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے جرائم کی پاداش میں شکنجہ کی سزا دی جاتی۔ 1770ء تک بعض جرائم کی سزا میں بدن کے ٹکڑے کر دئے جاتے تھے، بعض یورپی ممالک میں اور سزائیں مثلاً پہاڑ پر سے لڑھکا دینا بھی عام تھا۔ تقریباً دوسو جرائم ایسے تھے کہ جن کی پاداش میں سزائے موت مقرر تھی[33]۔

سزاؤں کا جو نظام ہندوستان میں انگریزوں نے نافذ کیا تھا اس میں بھی کوڑوں کی سزا کو باقی رکھا گیا تاہم کوڑوں کی سزا دینے کے لئے جرائم کی نوعیت کا کوئی تعین نہ تھا۔ خود انگریز مورخ اس بات کے قائل ہیں کہ معمولی نوعیت کے جرائم کے لئے بھی کوڑے مارنے کی سزا عام تھی اور کوڑے کھلے عام لگائے جاتے تھے، کوڑے لگاتے وقت جنس کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا تھا اور عورتوں کو اتنی ہی طاقت سے کوڑے لگائے جاتے جتنی کہ مردوں کو۔ شکنجے میں کسنے کی سزا بھی اس وقت عام تھی[34]۔ عام طور پر تیس کوڑے مارنے کی سزا مناسب سمجھی جاتی تھی، سنگین

[31] استثناء12:7۔

Exception 12:7.

[32] استثناء12:7۔

Exception 12:7.

[33] خان، غلام کبریا، کتاب الحدود، ڈسٹرکٹ کورٹ کوئٹہ، س ن، ص1۔

Khan, Ghulam Kabria, Kitab Al_Hudood, District Court Quetta, S.N., p.1.

[34] ایم بی جین، ہندوستان کی قانونی تاریخ، ترقی اردو نئی دہلی انڈیا، 1992ء، 1/ 62

MB Jain, Legal History of India, Tarqi Urdu New Delhi India, 1992, 1/62

جرائم کے لئے تیس کوڑے دو یا تین بار لگتے تھے ،عدالتی اندراجات میں بعض ایسے مقدمات ملتے ہیں جن میں کبھی کبھی سو کوڑے تک بھی لگانے کی سزا دی جاتی۔[35] بحری قزاق کو سنگین جرم سمجھا جاتا تھا جس کے لئے موت کی سزا مقرر تھی ۔رہزنی کی سزا موت تھی ، چوری کے لئے غلام بنانے کی سزا مقرر تھی[36]۔ کوڑہ زنی ،غلام سازی اور سزائے موت پر اکتفاء نہیں بلکہ کبھی کبھی ملزموں کو داغنے کا اصول بھی "انصاف پسند "انگریزی حکومت کے دور میں کار فرما تھا[37]۔

حاصل بحث:

مذکورہ بالا بحث کا ماحصل یہ ہے کہ مغربی سزاؤں میں انسانی جان کی کوئی اہمیت نہیں ہے اگرچہ ان کی اپنے ہی عدالتی نظام اس کی مخالفت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں مگر حکومتی اقدامات میں معمولی سا بھی فرق نہیں ہوتا اور وہی ممالک جو انسان حقوق کے عَلَمبر دار ہیں وہی لوگ انہی انسانوں کو خون کی ندیوں میں بہا دیتے ہیں۔اس کی بے شمار امثلہ پیش کی جاسکتی ہیں۔ اور جب اسلامی سزاؤں کا اجراء معاشرہ میں امن و سکون وآشتی قائم کرتا ہے مگر یہ قومیں جب جرائم کے نتائج میں مجرمین پر سزا کا اجراء کرتے ہیں تو وہی سزائیں ان کو غیر انسانی اور انسانیت کے خلاف ظلم تصور کرتے ہیں۔ جبکہ اسلام کے علاوہ باقی تمام ادیان کی سزائیں اسلامی حدود سے یا تو بعض جگہ پر مطابقت رکھتی ہیں یا ان سے بھی بڑھ کر سخت ہیں بلکہ اسلام نے سنگین نوعیت کے جرائم میں جو سزائیں مقرر کی ہیں اس سے کہیں زیادہ سخت سزائیں ان ادیان میں معمولی جرائم پر دی جاتی ہیں۔

---

[35] ایضاً، ص77۔

Ibid, p. 77.

[36] ایضاً، ص61۔

Ibid, p. 61

[37] ایضاً، ص77۔

Ibid, p. 77.